حُسنِ معاملات و معاشرت

(1) قسم کے احکام و مسائل

مشقی معروضی سوالات

سوال نمبرا۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(1) یمین کا معنی ہے: 091005001

(الف) قسم (ب) مشورہ (ج) معاونت (د) ارادہ

(2) کس قسم پر کفارہ ہے؟ 091005002

(الف) یمین منعقدہ (ب) یمین غموس (ج) یمینِ لغو (د) یمینِ فضول

(3) پختہ ارادے سے کھائی جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت کتنے مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے: 091005003

(الف) چار (ب) چھے (ج) آٹھ (د) دس

(4) قسم توڑنے پر روزے لازم ہیں: 091005004

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(5) حدیث مبارک میں جس قسم کی ممانعت کی گئی ہے: 091005005

(الف) آباء واجداد کی (ب) اللہ تعالیٰ کی (ج) اللہ کی صفات کی (د) اللہ کے اسما کی

اضافی معروضی سوالات

(6) قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اوّلاً قسم: 091005006

(الف) اٹھائی جائے (ب) توڑی جائے (ج) مانی جائے (د) نہ اٹھائی جائے

(7) اللہ تمھاری لایعنی قسموں پر نہیں کرے گا: 091005007

(الف) مواخذہ (ب) مقابلہ (ج) دھیان (د) بات

(8) قسم صرف اٹھائی جائے: 091005008

(الف) نبی کریم خاتم النّبیّن ﷺ کے نام کی (ب) اللہ کے نام کی

(ج) صحابی رضی اللہ عنہ کے نام کی (د) بچوں کے نام کی

(9) بے شک اللہ تمھیں اپنے آباواجداد کی اٹھانے سے منع فرماتا ہے؟ 091005009

(الف) قسم (ب) وراثت (ج) دولت (د) چیزیں

(10) جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اُٹھائی گویا اس نے کیا: 091005010

(الف) ظلم (ب) حسد (ج) زنا (د) شرک

www.ilmkidunya.com

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	الف	2	الف	3	د	4	ب	5	الف	6	د
7	الف	8	ب	9	الف	10	د				

مشقی مختصر سوالات

سوال نمبر۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

1۔ قسم کا معنٰی و مفہوم لکھیں۔

091005011

جواب: قسم کو قرآن و حدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع ایمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔

2۔ قسم کی اقسام لکھیں۔

091005012

جواب: (۱) جس قسم کا کفارہ ادا کرنا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا ہے، اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں۔

(۲) ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے۔

(۳) روزمرّہ کی گفت گو میں اپنے گمان کے مطابق سچی قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔

3۔ جھوٹی قسم کے کوئی سے دو نقصانات تحریر کریں۔

091005013

جواب: جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔ جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں ان سے بچنے کی دعا اور عملی طور پر کوشش بھی کرنی چاہیے۔

اضافی مختصر سوالات

4۔ قسموں کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟

091005014

جواب: قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اوّلاً قسم اٹھائی ہی نہ جائے، کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے، سچ بولنے والے کا معاشرتی سطح پر سچائی کا ایک اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے اور عوام الناس اس کی زبان پر یقین کر لیتے ہیں۔

5۔ قسم توڑنے کا کفارہ تحریر کریں۔

091005015

جواب: قسم کا کفارہ یہ ہے کہ چاہے تو دس مساکین کو کھانا کھلا دے، چاہے تو دس مساکین کو لباس پہنا دے، ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو، اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

6۔ یمین سے کیا مراد ہے؟

091005016

جواب: قسم کو قرآن و حدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع ایمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔

www.ilmkidunya.com

7- قسم کے لیے اور کون سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں؟

091005017

جواب: قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

8- قرآنِ مجید میں قسم کے کیا احکامات بیان ہوئے ہیں۔ مختصر نوٹ لکھیں۔

091005018

جواب: قرآن مجید میں قسم کے احکام یوں بیان ہوئے ہیں:

ترجمہ: اللہ تمھاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمھارا ان (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انھیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ اپنی آیات تمھارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم شکر ادا کرو۔ (المائدہ:89)

9- حدیث نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ کی روشنی میں کون سی قسم اٹھانے سے منع فرمایا گیا ہے؟

091005019

جواب: قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی ہو۔ اس کے علاوہ والدین اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ یا دوسری کسی بھی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے۔

10- قسم اٹھانے کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اُسوہ تحریر کریں۔

091005020

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہیں اٹھاتے تھے، کیوں کہ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے شرک کیا۔ (جامع ترمذی:1535)

11- قسم کے کفارے کے حوالے سے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ کا ارشاد تحریر کریں۔

091005021

جواب: نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

مشقی تفصیلی سوال

سوال نمبر ۳۔ تفصیلی جواب دیں۔

1- قرآن وسنت کی روشنی میں قَسم کے احکام و مسائل بیان کریں۔

091005022

جواب: قسم کا معنیٰ و مفہوم

قسم کو قرآن و حدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع ایمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔ قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل

قسموں کی حفاظت سے مراد

قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اوّلاً قسم اٹھائی ہی نہ جائے، کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے۔ سچ بولنے والے کا معاشرتی سطح پر سچائی کا ایک اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے اور عوام الناس اس کی زبان پر یقین کر لیتے ہیں، لیکن اگر بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو لوگوں کے وقت کے ضیاع کا سبب بنے گا، ایک دوسرے سے اعتبار اٹھے گا اور

بداعتمادی کی فضا قائم ہوگی جو حُسنِ معاملات و معاشرت کے ہی خلاف ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں

قرآن مجید میں قسم کے احکام یوں بیان ہوئے ہیں:

ترجمہ: اللہ تمھاری لایعنیٰ (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمھارا ان (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انھیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات تمھارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم شکر ادا کرو۔ (المائدہ:89)

قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ

قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی ہو۔ اس کے علاوہ والدین اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ یا دوسری کسی بھی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے۔

احادیث نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تمھیں اپنے آباواجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم:4254)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا طریقہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کے اس ارشاد کے بعد کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہیں اٹھاتے تھے، کیوں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے شرک کیا۔

(جامع ترمذی:1535)

توڑنے والی قسم

اگر کوئی شخص جائز کام سے رکنے کی قسم اٹھالے کہ میں اس کام کو نہیں کروں گا اور اس قسم کو توڑنے میں خیر ہو تو قسم توڑی جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (صحیح مسلم:4263)

مثال

مثلاً اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہے کہ میں اپنے فلاں دوست یا ماں باپ یا استاد سے بات نہیں کروں گا تو اس کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

قسم کا کفارہ

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ چاہے تو دس مساکین کو کھانا کھلا دے، چاہے تو دس مساکین کو لباس پہنا دے، ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو، اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

قسموں کی اقسام

1۔ یمین منعقدہ

جس قسم کا کفارہ ادا کرنا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا ہے، اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں۔

2۔ یمین غموس

ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے۔

3۔ یمین لغو

روز مرّہ کی گفت گو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔ اس طرح کی قسم سے اللہ ربّ العزت نے درگزر فرمایا ہے۔

جھوٹی قسم کے اثرات

جھوٹی قسم گناہ کبیرہ

جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے۔

نظر رحمت سے محرومی

جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔

انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب

جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔

حاصل کلام

ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری پوری کریں، نہ جھوٹی قسم اُٹھائیں اور نہ ہی جھوٹی قسم کی تحسین کریں۔

(2) گواہی کے احکام و مسائل

مشقی معروضی سوالات

سوال نمبر1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(1) گواہی کے لیے قرآن مجید میں استعمال ہونے والا لفظ ہے: 091005023

(الف) شہادت (ب) یمین (ج) منکر (د) امر

(2) گواہی دینے والا شخص کہلاتا ہے: 091005024

(الف) گواہ (ب) سفارشی (ج) وکیل (د) مظلوم

(3) کسی بھی معاملے پر گواہی دینے کے لیے مردوں کی تعداد ہونی چاہیے: 091005025

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

www.ilmkidunya.com
www.ilmkidunya.com

(4) آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا کہلاتا ہے: 091005026

(الف) عینی شہادت (ب) سمعی شہادت (ج) حسی شہادت (د) شهادة على الشهادة

(5) جب صرف دو گواہ موجود ہوں تو گواہی ہے: 091005027

(الف) فرض (ب) واجب (ج) مستحب (د) مباح

اضافی معروضی سوالات

(6) اس کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے 091005028

(الف) طہارت کا (ب) دیانت کا (ج) وحدت کا (د) شہادت کا

(7) جھوٹی گواہی سے فروغ پاتی ہیں: 091005029

(الف) دشمنیاں (ب) دوستیاں (ج) نیکیاں (د) اچھائیاں

(8) جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا ہو جاتا ہے: 091005030

(الف) فرض (ب) سنت (ج) نفل (د) مستحب

(9) جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ درجے میں آجاتی ہے: 091005031

(الف) نفل کے (ب) فرض کے (ج) مستحب کے (د) سنت کے

(10) اسلام میں شہادت ہے: 091005032

(الف) صداقت کی طرح (ب) امانت کی طرح (ج) دیانت کی طرح (د) اجازت کی طرح

(11) گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو کہتے ہیں: 091005033

(الف) عینی شہادت (ب) سمعی شہادت (ج) شهادة على الشهادة (د) حسی شہادت

(12) جب ایک گواہ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو کہتے ہیں: 091005034

(الف) سمعی شہادت (ب) عینی شہادت (ج) حسی شہادت (د) شهادة على الشهادة

(13) گواہی دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور: 091005035

(الف) سخی ہو (ب) عادل ہو (ج) حاجی ہو (د) امیر ہو

(14) دو مرد نہ ہوں تو گواہی کے لیے ہونے چاہییں ایک مرد اور: 091005036

(الف) دو عورتیں (ب) دو بچے (ج) دو غلام (د) دو قیدی

(15) رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی برابر ہے: 091005037

(الف) درخت پوجنے کے (ب) بت پوجنے کے (ج) سورج پوجنے کے (د) چاند پوجنے کے

(16) سچی گواہی سے معاشرے میں قائم ہوتا ہے: 091005038

(الف) بے یقینی (ب) افراتفری (ج) بدنظمی (د) امن

www.ilmkidunya.com

091005039 (17) جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ہوتا ہے:

(الف) پرسکون (ب) رحیم (ج) ناراض (د) خوش

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	الف	2	الف	3	الف	4	الف	5	الف	6	د
7	الف	8	الف	9	ج	10	ب	11	ب	12	د
13	ب	14	الف	15	ب	16	د	17	ج		

مشقی مختصر سوالات

سوال نمبر۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

1۔ قرآن وسنّت کی روشنی میں گواہی کی فرضیت واہمیت بیان کریں۔

091005040

جواب: وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَادُعُوْا (سورۃ البقرۃ:282)

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔

091005041

سوال نمبر2۔ عینی شہادت اور سمعی شہادت کی وضاحت کریں۔

جواب: گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو ''عینی شہادت'' کہتے ہیں۔ بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو ''سمعی شہادت'' کہتے ہیں۔

091005042

سوال نمبر3۔ جھوٹی گواہی دینے اور گواہی چھپانے کی وعید بیان کریں۔

جواب: نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بتوں کی پوجا کرنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بُت پرستی کے برابر قرار دی گئی ہے۔ جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے یہ آیت پڑھی اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سُورۃُ الحج:30)

091005043

4۔ سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

جواب: سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔ بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذمّہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں، جب کہ جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔ معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔ معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

اضافی مختصر سوالات

091005044

5۔ شہادت کا معنیٰ ومفہوم بیان کریں۔

جواب: گواہی کے لیے قرآن وسنت میں ''شہادت'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق

www.ilmkidunya.com

ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرتا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔

6۔ مرد و عورت کی گواہی کے بارے میں اسلامی احکام تحریر کریں۔ 091005045

جواب: گواہی دینا چوں کہ اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے، اس لیے گواہی دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔ (سورہ البقرہ:282)

7۔ گواہی کے دوران میں کن دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟ 091005046

جواب: گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے:۔

☆ کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل و دماغ میں بٹھانا

☆ معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا

8۔ گواہی دینے کے کیا احکامات ہیں؟ مختصر وضاحت کیجیے۔ 091005047

جواب: معاملات کی نوعیت کے پیش نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔ جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔ جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آجاتی ہے۔

9۔ گواہی دینے کے بارے میں قرآن مجید میں کیا ارشاد ہوا ہے؟ 091005048

جواب: گواہی دینے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَادُعُوْا ط (سورۃ البقرۃ:282)

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَاتَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (سورۃ البقرۃ:283)

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔

10۔ گواہی کی اہمیت کے بارے میں کیا ارشاد نبوی خاتم النّبیین ﷺ ہے؟ 091005049

جواب: گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النّبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔

(صحیح بخاری 4470)

11۔ رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کے فرمان کی روشنی میں بیان کیجیے کہ جھوٹی گواہی کا کیا وبال ہے؟
091005050
جواب: رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بت پوجنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بت پرستی کے برابر قرار دی گئی۔ جھوٹی گواہی، شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے آیت پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سورہ الحج:30)

12۔ گواہی کے حوالے سے ہماری کیا ذمہ داری ہے؟
091005051
جواب: ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

مشقی تفصیلی سوال

سوال نمبر۳۔ تفصیلی جواب دیں۔

سوال نمبر1۔ قرآن وسنت کی روشنی میں گواہی کے احکام ومسائل واضح کریں۔
091005052
جواب: **گواہی کا مفہوم**

گواہی کے لیے قرآن وسنت میں ''شہادت'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے تا کہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔

گواہی میں دو باتوں کا دھیان

گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

☆ کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل ودماغ میں بٹھانا

☆ معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا

معاملات کی نوعیت کے پیش نظر گواہی کا حکم

گواہی دینے والے کو گواہ کہتے ہیں، معاملات کی نوعیت کے پیش نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔

1۔ جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے۔

2۔ اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔

3۔ جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آ جاتی ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں گواہی کی اہمیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوا ط (سورۃ البقرۃ:282)

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

گواہی چھپانے کی ممانعت

گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (سورۃ البقرۃ:283)

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔

اسلام میں شہادت کی حیثیت

اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔

گواہی دینے کے لیے شرائط

گواہی دینا چوں کہ اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے، اس لیے گواہی دینے کے لیے شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنا لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔ (سورہ البقرہ:282)

احادیث نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں گواہی کی اہمیت

گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔ (جامع ترمذی 1341)

جھوٹی گواہی کی مذمت

رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بت پوجنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بت پرستی کے برابر قرار دی گئی۔ جھوٹی گواہی، شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے آیت پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سورہ الحج:30)

سچی گواہی کے مثبت اثرات

سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔ بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذمہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں۔

جھوٹی گواہی کے منفی اثرات

جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔ معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔ معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

www.ilmkidunya.com

گواہی کی اقسام

عینی شہادت

گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو "عینی شہادت" کہتے ہیں۔

سمعی شہادت

بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو "سمعی شہادت" کہتے ہیں

شہادت علی الشہادت

جب وہ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو "شہادت علی الشہادت"، یعنی گواہی پر گواہی" دینا کہا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری: 4470)

حاصل کلام ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

(3) حُقُوقُ الْعِبَاد

ہمسایوں کے حقوق

YouTube

Online Lecture

حُسنِ معاملات و معاشرت

حقوق العباد (ہمسایوں کے حقوق) اہمیت

معاشرتی اثرات

publications.unique.edu.pk UGI.publications uniquenotesofficial @Uniquepublications 0324-6666661-2-3

مشقی معروضی سوالات

سوال نمبر ۱۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(1) حقوق العباد سے مراد ہے: 091005053

(الف) بندوں کے حقوق (ب) اللہ تعالیٰ کے حقوق (ج) ریاست کے حقوق (د) دوستوں کے حقوق

(2) قرآنِ مجید کے مطابق پڑوسیوں کی اقسام ہیں: 091005054

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(3) جس شخص کا ہمسایہ بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھر کر کھائے، اس میں نہیں ہے: 091005055

(الف) ایمان (ب) عمل (ج) علم (د) خوف

(4) حضرت جبریل علیہ السلام نے کن کے حقوق کی بار بار تاکید فرمائی؟ 091005056

(الف) ہمسایہ (ب) معذور (ج) مسافر (د) اساتذہ

(5) قرآن مجید میں رشتہ داروں کے حقوق کے ساتھ تذکرہ ہے: 091005057

(الف) پڑوسیوں کے حقوق کا (ب) غلاموں کے حقوق کا (ج) معذوروں کے حقوق کا (د) اساتذہ کے حقوق

اضافی معروضی سوالات

(6) زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا ہوتا ہے: 091005058

(الف) محتاج (ب) قرض دار (ج) دوست (د) پڑوسی

(7) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: 091005059

(الف) دو دفعہ (ب) تین دفعہ (ج) چار دفعہ (د) پانچ دفعہ

(8) جبریل علیہ السلام پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کو خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو شریک نہ کر دیں: 091005060

(الف) وراثت میں (ب) گھر میں (ج) کاروبار میں (د) رشتہ داری میں

(9) پڑوسی کے ساتھ سلام میں کریں: 091005061

(الف) درگزر (ب) سوچ بچار (ج) تاخیر (د) پہل

(10) جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں: 091005062

(الف) جانور (ب) پڑوسی (ج) مریض (د) دوست

(11) مصیبت کے وقت پڑوسی کی کریں: 091005063

(الف) راہ نمائی (ب) عزت افزائی (ج) غم خواری (د) عیادت

(12) پڑوسیوں کے گھر کے تنگ نہ کریں: 091005064

(الف) راستے (ب) کمرے (ج) صحن (د) کچن

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	الف	2	ب	3	الف	4	الف	5	الف	6	الف
7	ب	8	الف	9	د	10	ب	11	ج	12	الف

مشقی مختصر سوالات

سوال نمبر۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

1۔ ہمسایوں کے دو حقوق بیان کریں۔ 091005065

جواب: ہمسایوں کے حقوق درج ذیل ہیں:۔

☆ پڑوسی کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔ ☆ جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔

www.ilmkidunya.com

☆ مصیبت کے وقت ان کی غم خواری کریں۔ ☆ ان کی خوشی میں شرکت کریں۔

☆ ان کے جنازے میں شرکت کریں۔

2۔ ہمسایوں کے حقوق کے دو معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

091005066

جواب: ہمسایوں کے حقوق کا سب سے بڑا معاشرتی اثر یہ ہے کہ معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاشرتی اثر ہی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ جانی اور مالی سطح پر ہر جائز کام میں تعاون کرتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ انسانی ہمدردی اور تعاون کی مثال پیش کر رہا ہوتا ہے۔

3۔ ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کے کوئی سے دو دنیوی و آخروی نقصانات تحریر کریں۔

091005067

جواب: ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے ہمیں دنیا و آخرت میں مختلف نقصانات کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے معاشرتی انتشار پھیلتا ہے۔ امن و امان کا فقدان ہوتا ہے۔ حقوق ادا نہ کرنے والا شخص معاشرے میں بدنام ہو جاتا ہے، لوگوں کے حمایت سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کا روحانی سکون تباہ ہو جاتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتا ہے۔ گناہوں کا باعث بنتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے والا شخص جنت میں داخلے سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

اضافی مختصر سوالات

4۔ حقوق العباد کا معنی اور مفہوم بیان کریں۔

091005068

جواب: حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کرسکتا، لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

5۔ قرآنِ مجید میں پڑوسی کی کتنی اقسام بیان کی گئی ہیں؟

091005069

جواب: قرآن مجید میں ہمسائیوں کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔

1۔ رشتہ دار، پڑوسی 2۔ قریب رہنے والا پڑوسی 3۔ تھوڑی دیر کا پڑوسی

6۔ ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

091005070

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (صحیح بخاری:6015)

7۔ قرآن و سنت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دارومدار کس بات پر ہے؟

091005071

جواب: قرآن و سنت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں، ان کی ہمدردی، ایثار اور خیر خواہی پر مبنی ہو۔

8۔ حقوق العباد کی چند اقسام تحریر کیجیے۔

091005072

جواب: حقوق العباد میں والدین، بہن بھائیوں، عزیز و اقارب، اساتذہ کرام اور غیر مسلموں کے حقوق کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے حقوق بھی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

9۔ ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیے۔ 091005073

جواب: قرآن مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـئًا وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَارِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ (سورۃ النساء:36)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

10۔ حدیث مبارک کی روشنی میں ہمسائے کے حقوق کی اہمیت لکھیے۔ 091005074

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے تین دفعہ ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کون؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (صحیح بخاری:6016)

11۔ ہمسایوں کے حقوق کی وسعت اختصار کے ساتھ بیان کیجیے۔ 091005075

جواب: حقِ پڑوس صرف یہ نہیں کہ پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب کیا جائے، بلکہ پڑوسی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرنا بھی پڑوسی کے حق میں شامل ہے۔ دین و دنیا کے جس معاملے میں انھیں راہ نمائی کی ضرورت ہو تو اس میں ان کی راہ نمائی کریں۔

مشقی تفصیلی سوال

سوال نمبر۳۔ تفصیلی جواب دیں۔

1۔ قرآن وسنت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق واضح کریں۔ 091005076

جواب: حقوق العباد

حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت

قرآن مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـئًا وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَارِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ (سورۃ النساء:36)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

قرآن مجید کے مطابق ہمسایوں کی اقسام

قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق پڑوسی کی تین اقسام ہیں:

1۔ رشتہ دار، پڑوسی 2۔ قریب رہنے والا پڑوسی 3۔ تھوڑی دیر کا پڑوسی

www.ilmkidunya.com

احادیث نبوی خاتم النّبیینﷺ کی روشنی میں اہمیت

نبی کریم خاتم النّبیینﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے تین دفعہ ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسولﷺ کون؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (صحیح بخاری 6016)

ہمسائے کے مفہوم میں وسعت

اسلام کی نظر میں ہمسائے میں صرف ساتھ رہنے والے لوگ شامل نہیں بلکہ ایک محلے میں رہنے والے، کاروباری شراکت داری، ہم سفر اور ہم جماعت، ایک دفتر اور ادارے میں اکٹھے کام کرنے والے تمام افراد ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں۔

ہمسائے کے حقوق کی فضیلت

نبی کریم خاتم النّبیینﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (صحیح بخاری 6015)

نبی کریم خاتم النّبیینﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔ (صحیح بخاری 5627)

قرآن کی روشنی میں ہمسایوں کے چند حقوق:

قرآن وسنت کی روشنی میں ہمسایوں کے چند حقوق حسب ذیل ہیں:

- ☆ پڑوسی کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔
- ☆ جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔
- ☆ مصیبت کے وقت ان کی غم خواری کریں۔
- ☆ ان کی خوشی میں شرکت کریں۔
- ☆ ان کے جنازے میں شرکت کریں۔
- ☆ مالی ضرورت کے وقت ان کی مالی مدد کریں۔
- ☆ ان کے عیبوں کو چھپائیں۔
- ☆ ان کے گھر کے راستے تنگ نہ کریں۔
- ☆ ان کی اولاد کے ساتھ نرمی سے گفت گو کریں۔
- ☆ ان کو عزت واحترام دیں۔
- ☆ ان کے ساتھ حسن سلوک کریں۔
- ☆ ان کے ساتھ تحائف کا تبادلہ کریں۔
- ☆ ان کو ایذا نہ دیں۔
- ☆ ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔

قرآن وسنت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دارومدار

قرآن وسنت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں، ان کی ہم دردی، ایثار اور خیر خواہی پر مبنی ہو۔

ہمسایوں کے حقوق کے معاشرتی اثرات

- ☆ ہمسایوں کے حقوق کا سب سے بڑا معاشرتی اثر یہ ہے کہ معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔
- ☆ ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاشرتی اثر یہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔
- ☆ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔

www.ilmkidunya.com

☆ جانی اور مالی سطح پر ہر جائز کام میں تعاون کرتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ انسانی ہمدردی اور تعاون کی مثال پیش کر رہا ہوتا ہے۔

☆ افرادِ معاشرہ ریاست کی ترقی میں مدد و معاون ثابت ہو رہے ہیں یہی ہمدردیاں اور حسنِ سلوک کسی ریاست کو کامیاب بناتے ہیں۔

(صحیح بخاری:5627)

حقوق کی عدم ادائی کے نقصانات

دنیوی نقصانات

ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے ہمیں دنیا و آخرت میں مختلف نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے معاشرتی انتشار پھیلتا ہے۔ امن و امان کا فقدان ہوتا ہے۔ حقوق ادا نہ کرنے والا شخص معاشرے میں بدنام ہو جاتا ہے، لوگوں کی حمایت سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کا روحانی سکون تباہ ہو جاتا ہے۔

اخروی نقصانات

ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتا ہے۔ گناہوں کا باعث بنتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے والا شخص جنت میں داخلے سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

حاصل کلام

اسلام پڑوسیوں کو ہمدردی، مددگاری اور رفاقت کی تلقین کرتا ہے تاکہ مصیبت میں ہمسایوں کا خیال رکھا جائے۔ اس لیے اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ گھر بنانے سے پہلے ہمسایہ تلاش کرو۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے احکامات کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق ادا کریں، تاکہ ہم دنیوی اور اخروی زندگی میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

(4) سُود کی حُرمت

﴿مشقی معروضی سوالات﴾

سوال نمبر ۱۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(1) سود کو عربی میں کہتے ہیں: 091005077

(الف) کذب (ب) بہتان (ج) رِبوٰا (د) صوم

(2) اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے: 091005078

(الف) سود کو (ب) تجارت کو (ج) نفع کو (د) سونے چاندی کو

(3) سود کا رواج عام ہونے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں: 091005079

(الف) سیاست (ب) محنت (ج) دوستی (د) سفر

www.ilmkidunya.com

(4) کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے کہتے ہیں:
091005080
(الف) فطرانہ (ب) صدقہ (ج) زکوٰۃ (د) قرض حسنہ

(5) حدیثِ مبارک کے مطابق قرض حسنہ دینے والے کو اجر ملتا ہے:
091005081
(الف) نوگنا (ب) دس گنا (ج) گیارہ گنا (د) اٹھارہ گنا

اضافی معروضی سوالات

(6) عربی زبان میں ربٰوا کہتے ہیں:
091005082
(الف) سود کو (ب) کذب کو (ج) بہتان کو (د) جھوٹ کو

(7) قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا ہے:
091005083
(الف) کاروبار (ب) سود (ج) جوا (د) تجارت

(8) قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی:
091005084
(الف) تجارت ہے (ب) جائز ہے (ج) کاروبار ہے (د) سود ہے

(9) اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے:
091005085
(الف) سود (ب) ملازمت (ج) تجارت (د) منافع

(10) اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر نہ کھاؤ:
091005086
(الف) حرام (ب) سود (ج) مال (د) حق

(11) اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو قرار دیا ہے:
091005087
(الف) حرام (ب) جائز (ج) مستحب (د) مباح

(12) یہودیت و مسیحیت سمیت ہر مذہب میں سود ہمیشہ سے رہا ہے:
091005088
(الف) جائز (ب) ناجائز (ج) حلال (د) مکروہ

(13) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر فرمائی ہے:
091005089
(الف) رحمت (ب) لعنت (ج) نظرِ کرم (د) برکت

(14) اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے بلکہ ملکی ترقی کا پہیہ بھی جام ہو جاتا ہے:
091005090
(الف) سود کی وجہ سے (ب) محارم سے (ج) ادھار سے (د) پس ماندگی سے

(15) آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے:
091005091
(الف) تجارتی معاملات سے (ب) کاروباری امور سے (ج) اختلاف رائے سے (د) سودی معاملات سے

(16) بہت فضیلت بیان ہوئی ہے:
091005092
(الف) تجارت کی (ب) ملازمت کی (ج) قرض حسنہ کی (د) معیشت کی

(17) ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے کہتے ہیں:
091005093
(الف) ربا الفضل (ب) گروی (ج) قرضِ حسنہ (د) فطرانہ

(18) معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے: 091005094

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

(ج) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (د) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

(19) اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی: 091005095

(الف) مالِ حلال میں (ب) قرض میں (ج) ادھار میں (د) صدقہ میں

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	ج	2	الف	3	ب	4	د	5	د
6	الف	7	ب	8	د	9	الف	10	ب
11	الف	12	ب	13	ب	14	الف	15	د
16	ج	17	ج	18	ب	19	الف		

مشقی مختصر سوالات

سوال نمبر۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

1۔ قرآن وسنت کی روشنی میں سود کی حرمت کے احکام بیان کریں۔ 091005096

جواب: سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے"۔ (سورۃ البقرہ 275)

2۔ سود کے دنیوی و اُخروی نقصانات اپنے الفاظ میں بیان کریں۔ 091005097

جواب: قرآن مجید میں سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نبی کریم خَاتَم النَّبِیّٖن ﷺ کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ سود کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن درحقیقت وہ مال میں نقصان، بے برکتی اور ناگہانی آفات کا باعث ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ سود کا نہ صرف دنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ذلیل اور رسوا ہوگا۔

3۔ سود کے کوئی سے چار معاشرتی نقصانات تحریر کریں۔ 091005098

جواب: سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں، وہ اپنا روپیہ پیسا سودی لین دین میں لگا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے صنعتوں اور کارخانوں میں سرمایہ کاری کم ہو جاتی ہے، اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے بلکہ ملکی ترقی کا پہیہ بھی جام ہو جاتا ہے۔ جب مقروض شخص پر سود کی وجہ سے قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے تو وہ سود اُتارنے کے لیے یا تو جرائم کا ارتکاب کرتا ہے یا خودکشی کرتا ہے۔ سودی معاملات کی وجہ سے آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے۔

www.ilmkidunya.com

4۔ سود کی لین دین کی ممانعت کی حکمت واضح کریں۔ 091005099

جواب: سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے، مال دار کے مال میں اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

اضافی مختصر سوالات

5۔ سود کا معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔ 091005100

جواب: سود کو عربی زبان میں ربٰوا کہتے ہیں۔ سود کا معنیٰ ہے: ''قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا۔'' جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہوگا۔

6۔ سود کی حرمت پر ایک قرآنی آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔ 091005101

جواب: اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو حرام قرار دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ (سورۃ البقرۃ:275)

7۔ سود کی حرمت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔ 091005102

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑھے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ:2273)

8۔ قرضِ حسنہ کی ایک فضیلت تحریر کریں۔ 091005103

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ:2431)

9۔ سود کے معاشرے پر دو نقصانات تحریر کریں۔ 091005104

جواب: سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا، بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے، مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

10۔ سود کی چند اقسام کی مختصر وضاحت کریں۔ 091005105

جواب: قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔ جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے اس کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔ کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا لیکن جب واپس کیا تو جتنا لیا تھا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔ جیسے کسی سے پانچ کلو گندم لی لیکن جب واپس کی تو چھے یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

11۔ سود کے بارے میں اسلامی نظریہ قرآن مجید کی آیت مبارک کی روشنی میں تحریر کریں۔ 091005106

جواب: سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ آل عمران:130)

www.ilmkidunya.com

12۔ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں سود کے بارے میں کیا احکامات تھے؟ 091005107

جواب: یہودیت و مسیحیت سمیت ہر مذہب میں سود ہمیشہ سے ناجائز رہا ہے حتیٰ کہ مشرکین مکہ بھی اس کو حرام سمجھتے تھے۔ سودی معیشت کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔

13۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے سود کے کم ترین گناہ کو کس چیز کے مترادف قرار دیا ہے؟ 091005108

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے سود کے کم ترین گناہ کو محارم سے بدکاری کے مترادف قرار دیا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

14۔ ''ربا الفضل'' سے کیا مراد ہے؟ 091005109

جواب: روز مرہ استعمال کی اشیا میں آسان لین دین کو فروغ دینے کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے چھے چیزوں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ کے سودے میں اُدھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس کو ربا الفضل کہتے ہیں۔

15۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کن حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت دی ہے؟ 091005110

جواب: اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت، زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ حلال چیزوں کی خرید و فروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع و نقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔

16۔ قرضِ حسنہ سے کیا مراد ہے؟ مختصر وضاحت کریں۔ 091005111

جواب: کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرضِ حسنہ کہتے ہیں۔ صدقے کی طرح قرضِ حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرضِ حسنہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔

17۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرض اور صدقے کا ثواب کیسے پا لیتے تھے؟ 091005112

جواب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پا لیتا ہوں۔

18۔ ہمیں بطورِ مسلمان کسبِ حلال کے لحاظ سے کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟ 091005113

جواب: ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ حلال مال کمائیں، ہمارے پیٹ میں اترنے والا لقمہ بھی حلال کا ہونا چاہیے اور ہمارے جسم پر لباس بھی صرف اور صرف حلال مال کا ہونا چاہیے۔ مالِ حلال میں اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی۔ حرام طریقے سے کمایا گیا مال نہ صرف دنیا میں بے سکونی، پریشانی اور بے برکتی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کا سخت حساب ہوگا۔

19۔ تجارت کی کیا فضیلت بیان ہوئی ہے؟ 091005114

جواب: تجارت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، سچے اور امانت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

20۔ قرضِ حسنہ کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث مبارک لکھیے۔ 091005115

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 2431)

www.ilmkidunya.com

مشقی تفصیلی سوال

سوال نمبر۳۔ تفصیلی جواب دیں۔

091005116

1۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

جواب: سود کا مفہوم

سود کو عربی زبان میں ربوا کہتے ہیں۔ سود کا معنی ہے: ''قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا۔'' جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہوگا۔

سود کی مختلف اقسام

قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔ جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے اس کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔ کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا لیکن جب واپس کیا تو جتنا لیا تھا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔ جیسے کسی سے پانچ کلو گندم لی، لیکن جب واپس کی تو چھے یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ آل عمران:130)

اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو حرام قرار دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ (سورۃ البقرۃ:275)

قرآن مجید میں سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ سود کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن درحقیقت وہ مال نقصان، بے برکتی، اور ناگہانی آفات کا باعث ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ سود کا نہ صرف دنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ذلیل و رسوا ہوگا۔

دیگر مذاہب میں سود کی حرمت

یہودیت و مسیحیت سمیت ہر مذہب میں سود ہمیشہ سے ناجائز رہا ہے حتیٰ کہ مشرکین مکہ بھی اس کو حرام سمجھتے تھے۔ سودی معیشت کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

سیرت النبی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے سود کے کم ترین گناہ کو محارم سے بدکاری کے مترادف قرار دیا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ روزمرہ استعمال کی اشیا میں آسان لین دین کو فروغ دینے کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے چھے چیزوں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ کے سودے میں اُدھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس کو ربا الفضل کہتے ہیں۔

www.ilmkidunya.com

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑھے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ:2273)

سود کے نقصانات

سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا، بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے، مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں، وہ اپنا روپیہ پیسا سودی لین دین میں لگا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے صنعتوں اور کارخانوں میں سرمایہ کاری کم ہو جاتی ہے، اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے بلکہ ملکی ترقی کا پہیہ بھی جام ہو جاتا ہے۔ جب مقروض شخص پر سود کی وجہ سے قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے تو وہ سود اتارنے کے لیے یا تو جرائم کا ارتکاب کرتا ہے یا خودکشی کر لیتا ہے۔ سودی معاملات کی وجہ سے آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے۔

حلال ذرائع آمدن

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت، زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ حلال چیزوں کی خرید و فروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع و نقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔ تجارت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، سچے اور امانت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

سود کا خاتمہ اور صدقات میں اضافہ

کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرضِ حسنہ کہتے ہیں۔ صدقے کی طرح قرضِ حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرضِ حسنہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ:2431)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پا لیتا ہوں۔

حاصل کلام

ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ حلال مال کمائیں، ہمارے پیٹ میں اترنے والا لقمہ بھی حلال کا ہونا چاہیے اور ہمارے جسم پر لباس بھی صرف اور صرف حلال مال کا ہونا چاہیے۔ مالِ حلال میں اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی۔ حرام طریقے سے کمایا گیا مال نہ صرف دنیا میں بے سکونی، پریشانی اور بے برکتی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کا سخت حساب ہوگا۔

www.ilmkidunya.com

(5) اسلامی ریاست

مشقی معروضی سوالات

سوال نمبر1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

091005117 1۔ اسلامی معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:

(الف) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (ب) خاندان، مسجد اور مکتب

(ج) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (د) مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ

091005118 2۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا:

(الف) جان و مال اور عزت کی حفاظت کا (ب) سخاوت و ایثار کرنے کا

(ج) فضول خرچی کے خاتمے کا (د) وعدے کی پابندی کا

091005119 3۔ ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:

(الف) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (ب) خاندان، مسجد اور مکتب

(ج) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (د) مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ

091005120 4۔ پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:

(الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں (ج) طائف میں (د) دمشق میں

091005121 5۔ اسلامی ریاست میں سیکرٹریٹ کا درجہ حاصل تھا:

(الف) دارِ ایوب کو (ب) مسجد نبوی ﷺ کو (ج) دارِ ارقم کو (د) درس گاہِ صفہ کو

اضافی معروضی سوالات

091005122 6۔ علمِ سیاسیات کی رو سے بنیادی اجزا میں علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں:

(الف) ریاست کے (ب) قیادت کے (ج) معاشرے کے (د) خاندان کے

091005123 7۔ اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے:

(الف) سیاست میں (ب) ریاست میں (ج) جمہوریت میں (د) مکتب میں

091005124 8۔ معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

091005125 9۔ مثبت اور منفی کرداروں کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کرتا ہے:

(الف) میڈیا (ب) معاشرہ (ج) خاندان (د) مکتب

091005126 10۔ مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے:

(الف) بدھ مت میں (ب) یہودیت میں (ج) دینِ اسلام میں (د) مسیحیت میں

www.ilmkidunya.com

11۔ اسلامی فلاحی ریاست میں ہر پہلو سے تعلیمات کی کارفرمائی ہوتی ہے: 091005127

(الف) سیاسی (ب) قرآن و سنت کی (ج) معاشی (د) معاشرتی

12۔ بحیثیت انسان، مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں ہے: 091005128

(الف) اسلامی ریاست میں (ب) غیر اسلامی ریاست میں (ج) ہندو ریاست میں (د) یہودی ریاست میں

13۔ اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ہے: 091005129

(الف) ریاستِ مکہ (ب) ریاستِ مدینہ (ج) ریاستِ مصر (د) ریاستِ ایران

14۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ تیار کروایا: 091005130

(الف) سیکرٹریٹ (ب) معاشرہ (ج) ترانہ (د) پرچم

15۔ صوبائی سطح پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اختیارات حاصل تھے: 091005131

(الف) حکومت کے (ب) قاضی کے (ج) خلیفہ کے (د) مردم شماری کے

16۔ حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے مسجد میں عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا: 091005132

(الف) ام محجن نامی (ب) ام حاجن نامی (ج) ام مکتوم نامی (د) ام جمیل نامی

17۔ رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے غلام کو تعین کیا گیا: 091005133

(الف) نجران کے (ب) ایران کے (ج) تمیم داری کے (د) طائف کے

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	ب	2	الف	3	د	4	ب	5	ب
6	الف	7	ب	8	ب	9	الف	10	ج
11	ب	12	الف	13	ب	14	د	15	ب
16	الف	17	ج						

مشقی مختصر سوالات

سوال نمبر ۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

1۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی ریاست کے اغراض و مقاصد بیان کریں۔ 091005134

جواب: اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے، جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاع کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

2۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو دیے گئے حقوق میں سے کوئی سے تین حقوق بیان کریں۔ 091005135

جواب: اسلامی ریاست نے غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کے تحفظ کے علاوہ بے شمار حقوق دیے ہیں۔ اسلامی حکومت غیر مسلموں کو

اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے اور ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ کرتی ہے۔

3۔ اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟ 091005136

جواب: اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیتِ الٰہیہ کو جاری و ساری ہونا چاہیے۔

4۔ اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل "ریاستِ مدینہ" ہے۔ وضاحت کریں۔ 091005137

جواب: اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاست مدینہ ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجد نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔ مسجدِ نبوی ہی مجلس شوریٰ، عدالتِ عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخات مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست کے رستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔

5۔ اسلامی ریاست کی طرف سے افواج اور ان کی سپہ سالاروں کو کون سی ہدایات جاری کی جاتی تھیں؟ وضاحت کریں۔ 091005138

جواب: اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا، شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، عبادت گاہیں نہ گرانا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، تمھیں بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جنھوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انھیں ان کے حال پہ چھوڑ دینا۔ (موطا امام مالک: 966)

اضافی مختصر سوالات

6۔ اسلامی فلاحی ریاست سے کیا مراد ہے؟ 091005139

جواب: اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

7۔ مملکت خداداد پاکستان کو ہم کیسے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنا سکتے ہیں؟ 091005140

جواب: مملکت خداداد پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانے کے لیے اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تاکہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جا سکے۔

8۔ ریاست کے بنیادی اجزا سے کیا مراد ہے؟ 091005141

جواب: علمِ سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزا میں علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں۔

9۔ معاشرے کے تین بنیادی ادارے کون سے ہیں؟ مختصر وضاحت کریں۔ 091005142

جواب: مسلم علما نے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں جن کو خاندان، مسجد اور مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تین ادارے انسان

کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔

10۔ ریاست کے بنیادی اداروں کا کیا کردار ہے؟ 091005143

جواب: ریاست کے بنیادی ادارے مقننہ، عدلیہ، انتظامیہ کہلاتے ہیں۔ مقننہ کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوانِ بالا یعنی سینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔ عدلیہ اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے اور انتظامیہ ان فیصلوں پر عمل درآمد کراتی ہے۔

11۔ میڈیا کا کیا کردار ہے؟ 091005144

جواب: میڈیا مثبت اور منفی کرداروں کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کرتا ہے۔

12۔ دین اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ 091005145

جواب: دین اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے جو عدل و انصاف کی علم بردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکامات الٰہیہ کی سربلندی کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔

13۔ مسلم حکم ران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشادِ باری تعالیٰ کیا ہے؟ 091005146

جواب: مسلم حکم ران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکوۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔ (سورۃ الحج: 41)

14۔ مسلم حکام کے دیگر فرائض کی مختصر وضاحت کیجیے۔ 091005147

جواب: مسلم حکام کے دیگر فرائض میں عدل و انصاف کا قیام، غربت کا خاتمہ، فلاحِ عامہ، اسلامی تعلیمات کا فروغ، اسلام کے عدالتی احکام کا نفاذ، حدود و قصاص، مسلمانوں کا دفاع، ملت اسلامیہ کی حمایت و نصرت اور معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

15۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے کس ریاست کا پرچم تیار کروایا؟ مختصر وضاحت کریں۔ 091005148

جواب: اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجد نبوی ﷺ کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔ مسجد نبوی ﷺ ہی مجلس شوریٰ، عدالت عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخاتِ مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست کے رستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ (سنن بیہقی 11642)

16۔ ریاست مدینہ کے عدالتی نظام میں کون کون سے جید صحابہ کرام رضی اللہ عنھم شامل تھے؟ 091005149

جواب: عدالتی نظام میں جید صحابہ کرام خصوصاً حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنھم شامل تھے۔ صوبائی سطح پر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔

17۔ ریاست مدینہ کے تعلیمی اور انتظامی نظام کی مختصر وضاحت کریں۔ 091005150

جواب: تعلیمی نظام میں صفہ اور دارِ ارقم جیسے اقامتی ادارے قائم تھے۔ بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے مسجد میں ام محجن نامی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔

رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے تمیم داری کے غلام کو تعین کیا گیا اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔

18۔ قوت نافذہ سے کیا مراد ہے؟ 091005151

جواب: ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔ اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوتِ نافذہ کہا جاتا ہے۔

مشقی تفصیلی سوال

سوال نمبر۳۔ تفصیلی جواب دیں۔

1۔ اسلامی ریاست کے تصور پر جامع نوٹ لکھیں۔ 091005152

جواب: **ریاست کا مفہوم**

علمِ سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزا میں علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں۔ ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔ اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوتِ نافذہ کہا جاتا ہے۔

اسلامی ریاست کا تصوّر

اسلامی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیتِ الٰہیہ کو جاری وساری ہونا چاہیے۔

معاشرے کے تین بنیادی ادارے

مسلم علما نے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں جن کو خاندان، مسجد اور مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تین ادارے انسان کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔

ریاست کے بنیادی اجزا

ریاست کے بنیادی ادارے مقنّنہ، عدلیہ، انتظامیہ کہلاتے ہیں۔ مقنّنہ کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوانِ بالا یعنی سینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔ عدلیہ اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے اور انتظامیہ ان فیصلوں پر عمل درآمد کراتی ہے۔ میڈیا مثبت اور منفی کرداروں کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کرتا ہے۔

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

مسلم حکمران کے بنیادی فرائض

دین اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے جو عدل و انصاف کی علم بردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکامات الٰہیہ کی سر بلندی کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔ (سورۃ الحج:41)

مسلم حکام کے دیگر فرائض

مسلم حکام کے دیگر فرائض میں عدل و انصاف کا قیام، غربت کا خاتمہ، فلاحِ عامہ، اسلامی تعلیمات کا فروغ، اسلام کے عدالتی احکام کا نفاذ، حدود و قصاص، مسلمانوں کا دفاع، ملت اسلامیہ کی حمایت و نصرت اور معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

قرآن و سنت کی تعلیمات کی کارفرمائی

اسلامی فلاحی ریاست میں ہر پہلو سے قرآن و سنت کی تعلیمات کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ قرآن و سنت کے علاوہ کوئی ایسا قانون بھی نہیں بن سکتا جو اسلام کی روح کے منافی ہو کیوں کہ ریاست کا مقصد افراد اور معاشرے کے حقوق و مقاصد کا تحفظ کرنا ہے تاکہ انھیں ترقی کے یکساں مواقع فراہم ہو سکیں۔ اسلامی ریاست میں بحیثیت انسان، مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسلامی ریاست نے غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کے تحفظ کے علاوہ بے شمار حقوق دے رکھے ہیں۔ اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے ہدف پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے اور ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ کرتی ہے۔

افواج کو ہدایات

اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا، شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، عبادت گاہیں نہ گرانا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، تمھیں بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جنھوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انھیں ان کے حال پہ چھوڑ دینا۔ (موطا امام مالک:966)

ریاست مدینہ

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين ﷺ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجد نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔ مسجدِ نبوی ہی مجلس شوریٰ، عدالت عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخاتِ مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست کے راستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ (سنن بیہقی 11642)

ریاست مدینہ کا عدالتی نظام

عدالتی نظام میں جید صحابہ کرام خصوصاً حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنھم شامل تھے۔ صوبائی سطح پر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔

تعلیمی نظام

تعلیمی نظام میں صفہ اور دارِ ارقم جیسے اقامتی ادارے قائم تھے۔

بلدیاتی نظام

بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے مسجد میں ام مجحن نامی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔ رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے تمیم داری کے غلام کو متعین کیا گیا اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔

حاصل کلام

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تا کہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے ساز گار ماحول پیدا کیا جا سکے۔

(6) جہاد فی سبیل اللہ

مشقی معروضی سوالات

سوال نمبر ا۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(1) جہاد کا مقصد ہے: 091005153

(الف) زمین کا حصول (ب) امن کا قیام (ج) شہرت (د) بدلہ

(2) جہاد فرض ہوا: 091005154

(الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں (ج) طائف میں (د) حبشہ میں

(3) 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کہا جاتا ہے: 091005155

(الف) دستورِ پاکستان (ب) آئین پاکستان (ج) تعزیراتِ پاکستان (د) پیغامِ پاکستان

(4) جہاد بالسّیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے: 091005156

(الف) غیر مسلموں کو (ب) بے حیائی اور فحاشی کو (ج) فساد فی الارض کو (د) غربت و افلاس کو

(5) جہاد باللسان سے مراد ہے: 091005157

(الف) قلم کے ذریعے سے جہاد کرنا (ب) مجاہدین کی مالی مدد کرنا

(ج) تلوار سے جہاد کرنا (د) جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا

اضافی معروضی سوالات

(6) سب سے بہترین جہاد ہے: 091005158

(الف) جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا (ب) تلوار سے جہاد کرنا

(ج) مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا (د) نیکی کا حکم دینا

(7) شریعت میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے: 091005159

(الف) جہاد (ب) جنگ (ج) اسلام (د) قتال

(8) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو قرار دے دیا: 091005160

(الف) نفل (ب) فرض (ج) سنت (د) مستحب

(9) اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصد زندگی کی تکمیل کرتا ہے: 091005161

(الف) مجاہد (ب) غازی (ج) مسلمان (د) رضا کار

(10) بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں ان کی جانیں اور ان کے مال اس کے بدلہ کہ ان کے لیے ہے: 091005162

(الف) دنیا (ب) آخرت (ج) حکومت (د) جنت

(11) جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے: 091005163

(الف) اتفاق کے (ب) منکرات کے (ج) نفاق کے (د) فساد کے

(12) جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین ہے: 091005164

(الف) کام (ب) جہاد (ج) حکم (د) شریعت

(13) دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے "پیغام پاکستان" کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا: 091005165

(الف) 2018ء میں (ب) 2019ء میں (ج) 2020ء میں (د) 2021ء میں

(14) صرف ریاست کا حق ہے: 091005166

(الف) جہاد (ب) فساد (ج) ظلم (د) بدامنی

(15) بہت بڑا گناہ اور جرم ہے: 091005167

(الف) شکایت (ب) جہالت (ج) دشمنی (د) فساد فی الارض

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جوب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	ب	2	ب	3	د	4	ج	5	د
6	الف	7	الف	8	ب	9	الف	10	د
11	ج	12	ب	13	الف	14	الف	15	د

مشقی مختصر سوالات

سوال نمبر ۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

1۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کی ضرورت واہمیت بیان کریں۔ 091005168

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں اُن کی جانیں اور اُن کے مال اس کے بدلہ کہ اُن کے لیے جنت ہے وہ اللہ کی راہ

www.ilmkidunya.com

میں قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کے جاتے ہیں۔ (سورۃ التوبہ:111)

نبی کریم خاتم النّبیّین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کی شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔ (صحیح مسلم 1910)

2۔ جہاد کی فضیلت پر ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔ 091005169

جواب: نبی کریم خاتم النّبیّین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔ (صحیح مسلم 1910)

3۔ ''پیغامِ پاکستان'' کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔ 091005170

جواب: 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے ''پیغام پاکستان'' کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس فتویٰ کا اجرا اسلام آباد میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ میں دہشت گردی، خون ریزی، خودکش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں۔

اضافی مختصر سوالات

4۔ جہاد کی فضیلت پر ایک آیت قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔ 091005171

جواب: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں ان کی جانیں اور ان کے مال اس کے بدلہ کہ ان کے لیے جنت ہے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کیے جاتے ہیں (سورۃ التوبۃ:111)

5۔ جہاد کے لفظی معنیٰ کیا ہیں؟ 091005172

جواب: جہاد کے معنیٰ ہیں ''کوشش کرنا''۔

6۔ جہاد کا مقصد کیا ہے؟ 091005173

جواب: جہاد کا مقصد معاشرے میں امن وسلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

7۔ شریعت میں جہاد سے کیا مراد ہے؟ 091005174

جواب: شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان ومال کو وقف کر دینا ہے۔ معاشرے سے ظلم وبربریت کے خاتمے اور امن وامان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔ خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

8۔ قرآنی آیت کی روشنی میں جہاد کی فرضیت بیان کریں۔ 091005175

جواب: نبی کریم خاتم النّبیّین ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ خاتم النّبیّین ﷺ ہجرت کر کے

www.ilmkidunya.com

مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم وستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دے دیا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِتَالُ وَهُوَ كُرۡهٌ لَّكُمۡ ۚ (سورۃ البقرۃ:216)

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے۔

9۔ جہاد کیسی عبادت ہے؟ قرآنی آیت کی روشنی میں مختصر وضاحت کریں۔ 091005176

جواب: جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سر بلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ (سورۃ التوبۃ:20)

10۔ جہاد کی مختلف اقسام کون سی ہیں؟ 091005177

جواب: جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔ جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

☆ جہاد بالنفس ☆ جہاد بالمال ☆ جہاد بالسیف
☆ جہاد بالقلم ☆ جہاد باللسان

11۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو کیا نصیحت فرمایا کرتے تھے؟ 091005178

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انھیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کر لیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔ اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے، لیکن جنگ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے، مکانوں کو نہ گرایا جائے۔ درختوں اور کھیتوں کو برباد نہ کیا جائے۔ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔ جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔

12۔ فتویٰ "پیغام پاکستان" کی کیا اہمیت ہے؟ 091005179

جواب: اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علما و مفتیانِ کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانیہ قرار دے دیا ہے۔

13۔ علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ والے فتویٰ میں کیا بات کہی گئی ہے؟ 091005180

جواب: علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے، ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔

14۔ "فساد فی الارض" سے کیا مراد ہے؟ مختصر وضاحت کریں۔ 091005181

جواب: فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں

کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فسادی اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔

15۔ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھنے کے لیے ایک مسلمان پر کیا لازم ہے؟

091005182

جواب: مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر ملّتِ اسلامیہ اور دین اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔

16۔ جہاد کے سلسلے میں مسلمان ریاست کی کیا ذمہ داری ہے؟

091005183

جواب: مسلمان ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اہل اسلام کی جان، مال، عزت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔

مشقی تفصیلی سوال

سوال نمبر ۳۔ تفصیلی جواب دیں۔

1۔ اسلام کے تصور جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

091005184

جواب: جہاد فی سبیل اللہ کا مفہوم

جہاد کے معنی ہیں "کوشش کرنا"۔ شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔

معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن وامان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔ خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن وسلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

جہاد کی فرضیت

نبی کریم خاتم النّبیّٖن ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ خاتم النّبیّٖن ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم وستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دے دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ج (سورۃ البقرۃ:216)

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے۔

جہاد کی اہمیت

جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں

زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ (سورۃ التوبۃ:20)

مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصدِ زندگی کی تکمیل کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کی جان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں ان کی جانیں اور ان کے مال اس کے بدلہ کہ ان کے لیے جنت ہے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کیے جاتے ہیں (سورۃ التوبۃ:111)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔ (صحیح مسلم:1910)

ملّتِ اسلامیہ کے کسی حصے پر دنیا بھی میں کہیں ظلم ہو رہا ہو تو ان کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور ان سے ہر ممکن تعاون کرنا ہمارا مذہبی و ایمانی فریضہ ہے۔

جہاد کی اقسام

جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔ جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

- ☆ جہاد بالنفس ☆ جہاد بالمال ☆ جہاد بالسیف
- ☆ جہاد بالقلم ☆ جہاد باللسان

مجاہدین کے لیے ہدایات

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انھیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کرلیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔ اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے، لیکن جنگ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے، مکانوں کو نہ گرایا جائے۔ درختوں اور کھیتوں کو برباد نہ کیا جائے۔ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔ جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔

پیغامِ پاکستان

2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے "پیغام پاکستان" کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس فتویٰ کا اجرا اسلام آباد میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ میں دہشت گردی، خون ریزی، خودکش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدو جہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں۔ اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علماو مفتیانِ کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانیہ قرار دے دیا ہے۔

www.ilmkidunya.com

موجودہ قومی بیانیہ

علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے، ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور اس فتویٰ کے بعد اس قسم کے تمام فتاویٰ جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان سب کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے افراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔

فساد فی الارض یعنی دہشت گردی

فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فسادی اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔

حاصلِ کلام

مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر ملّتِ اسلامیہ اور دین اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔ مسلمان ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اہل اسلام کی جان، مال، عزت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔

www.ilmkidunya.com